خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ

خالدہ جمیل☆

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز کی ولادت باسعادت ۵۳۶ھ کو سیستان میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی خواجہ سید غیاث الدین تھا۔ ۵۵۱ھ میں آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا وراثت میں آپ کے حصہ میں ایک باغ اور ایک چکی آئی۔ تقسیم وارثت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے دیگر بھائی اور بہن ضرور ہونگے۔ مگر اس ضمن میں تذکرے خاموش ہیں۔

ایک دن آپ کے ہاں حضرت ابراہیم تندوری کا آنا ہوا جو اس وقت کے ایک ولی کامل تھے، آپ ان کی تواضع انگور کے خوشہ سے کرتے ہوئے پاس ہی دو زانو تعظیماً بیٹھ گئے۔ اس پر ابراہیم تندوزیؒ نے آپ کے مرد کامل بننے اور تصوف میں معراج کو پہنچنے کی دعا فرمائی خواجہ صاحب نے خراسان میں علوم مروجہ میں دسترس حاصل کی۔ تحصیل علم کا شوق آپ کو سمرقند اور بخارا لے آیا۔ یہاں آپ نے قرآن حکیم حفظ کیا۔ تفسیر، حدیث، اور فقہ اور دیگر علوم میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نیشاپور کے قصبہ ہارون میں تشریف لے گئے۔۔ یہاں انہوں نے حضرت عثمان ھارونیؒ کے دست حق پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شیخ عثمان ہارونی ویسے تو تصوف میں صوفیاء کے خاندان چشت کے نہایت ہی بلند پایہ مرد حق آگاہ و درویش تھے، لیکن ایک شاعر ہونے کی حیثیت سے شاعری میں آپ کو منفرد مقام حاصل ہے۔ آپ کا کلام شستہ اور پاکیزہ ہے۔

خواجہ غریب نواز نے اپنے مرشد سے خرقہ درویشی وسندِ ولایت حاصل کرنے کے بعد روضہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی وہاں خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کا فریضہ آپ کے سپرد کیا۔ واپسی پر آپ پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے بغداد میں ملاقاتی ہوئے۔ بغداد

☆ معروف ادیبہ، سیرت صدارتی انعام یافتہ مصنفہ، لاہور

میں جن بزرگوں نے خواجہ معین الدین چشتی سے اکتساب کیا، ان میں شیخ ابو داؤد کرمانی اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی ہستیاں خاص طور پر مشہور ہیں بغداد سے خواجہ صاحب نے ہمدان کی راہ لی یہاں کچھ دیر قیام کیا اور اہل دل سے خوب ملاقات رہی۔ اس کے بعد آپ تبریز میں تشریف فرما ہوئے۔ تبریز میں شیخ ابوسعید جوحق رسیدہ اور عارف کامل بزرگ تھے ان سے صحبت رہی شیخ ابوسعید تبریزی کی پارسائی کے معترف محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء بھی ہیں۔ تبریز کے بعد اصفہان کو خواجہ صاحب کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں بختیار کاکی آپ کے مرید ہوئے اصفہان سے خرقان اور استرآباد میں کچھ عرصہ قیام کیا استرآباد میں جناب شیخ ناصرالدین استرآبادی کے فیوضات باطنی سے آپ نے استفادہ کیا۔ استرآباد کے بعد آپ ہرات سبزوار اور بلخ سے ہوتے ہوئے غزنی میں پہنچے۔ غزنی اس زمانہ میں علم وفضل کا مرکز تھا۔ غزنی کے بعد آپ نے سرزمین پاک وہند کا رخ کیا۔ برصغیر پاک وہند کے جس اہم شہر میں سب سے پہلے آپ نے قیام کیا وہ لاہور ہے۔ لاہور میں آپ نے حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر ماہ رمضان میں اعتکاف فرمایا اور حضرتِ داتا گنج بخشؒ کی شان اس طرح بیان کی:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ سے قبل کچھ بزرگ ہندوستان میں تشریف لا چکے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ چشتیہ سلسلہ کو ہندوستان میں جاری کرنے کا شرف ان ہی کو حاصل ہوا وہ پرتھوی راج کے عہد میں ہندوستان تشریف لائے اور اجمیر کو اپنا مستقر بنا کر تبلیغ واشاعت کا کام شروع کر دیا۔ میر خورد نے ان کو نائب الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الہند لکھا ہے۔ ابوالفضل کہتا ہے:

عزلت گزیں باجمیر شد وخرواں چراغ بر افروحث
از دم کبرائے او گروہا گروہا مردم مہرہ برگر فتند

ان دنوں اجمیر راجپوت سامراج کا مضبوط مرکز اور ہندوؤں کا مذہبی گڑھ تھا اور دور دور سے ہندو اپنی مذہبی رسومات پوری کرنے کے لیے وہاں جمع ہوئے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اخبار الاخیار میں اجمیر کی مذہبی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

ایک ایسے زبردست سیاسی اور مذہبی مرکز میں قیام کا فیصلہ نہ صرف خواجہ صاحب کے مضبوط عزائم کی

ترجمانی کرتا ہے، بلکہ ان کی غیر معمولی خود اعتمادی کا بھی آئینہ دار ہے۔ بہر حال خواجہ معین الدین چشتی کا ہندوستان تشریف لانا ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب کا پیش خیمہ ہونا تھا۔ اس انقلاب کی صحیح نوعیت سمجھنے کے لیے ہندوستان کی سماجی حالت پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی ضروری ہے۔

گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی سماجی حالت حد درجہ خراب تھی۔ ہر شخص نہ صرف اسیر امتیاز ماوتو تھا، بلکہ ایک دوسرے سے برسر پیکار بھی تھا۔ اتحاد وفکر عمل کا کہیں دور دور بھی نام ونشان نہ تھا چھوت چھات نے بدنی زندگی کے سارے سرچشمے مسموم کر دیئے تھے۔ زندگی کی ساری لذتیں اونچی ذات کے لوگوں کے لیے مخصوص تھیں۔ غریب عوام جن مصائب میں مبتلا تھے ان کی دردناک تصویر ابوالریحان البیرونی نے اپنی کتاب کتاب الہند میں پیش کی ہے، زندگی ان کے لیے بوجھ تھی، اللہ نے انہیں آدمی بنایا تھا، لیکن اس کے بندوں نے انہیں جانوروں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

خواجہ معین الدین چشتی ؒ نے چھوت چھات کے اس بھیانک ماحول میں اسلام کا نظریہ توحید عملی حیثیت سے پیش کیا۔ اور بتایا کہ یہ صرف ایک چیز نہیں بلکہ ایک عملی نمونہ زندگی ہے۔

لوگ اس اعلان کو سن کر دوبارہ زندگی کا کیف محسوس کرنے لگے۔ خواجہ اجمیری رحمہ کی زندگی بہت سادہ لیکن دل کش تھی ہندوستان کے سب سے بڑے سماجی انقلاب کے بانی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتے تھے۔ پانچ مثقال سے زیادہ روٹی کبھی افطار میں میسر نہ آتی لیکن نظر کی تاثیر کا یہ عالم تھا۔ کہ جس کی طرف دیکھ لیتے معصیت کے موتی اس کی زندگی میں خشک ہو جاتے۔ رسالہ احوال پیران چشت میں لکھا ہے:

نظر شیخ معین الدین جس فاسق پر پڑ جاتی وہ قائل ہو جاتا۔ اور پھر کبھی گناہ کے پاس نہ جاتا۔ خواجہ معین الدین چشتی ؒ کے خلفاء میں دو بزرگ خاص طور سے قابل ذکر ہیں، یعنی شیخ قطب الدین بختیار کاکی اور شیخ حمید الدین صرفی ناگوری۔

اس کے بعد اجمیر اسلام کا گہوارہ بن گیا۔ خواجہ معین الدین چشتی نے نوے لاکھ ہندو دائرہ اسلام میں داخل کیے۔

آپ ۶ رجب ۶۳۳ھ/ ۱۲۳۵ء کو اجمیر میں ابدی زندگی لیکر آرام فرما ہوئے۔ آپ کا آستانہ قیامت تک مرجع خلائق رہیگا۔

تصانیف:

ان کی تصانیف میں ۲۸ باب کا ایک رسالہ انیس الارواح کے نام سے موسوم ہے۔ اس رسالے کی تفصیل اس طرح ہے: خواجہ غریب نواز جب حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ تو ایک روز آپ حسب معمول طواف میں مشغول تھے

کہ شان کریمی کا ظہور ہوا۔ آواز آئی۔

اے معین الدین میں تجھ سے راضی ہوں ۔ میں نے تمہیں بخش دیا مانگ کیا مانگتا ہے۔ آپ وفورِ مسرت سے بے خود ہو کر جبیں آستانہ محبوب پر رکھ دی عرض کیا۔

اے پرودگار میرے سلسلے میں جو داخل ہو اس کی بخشش کا طالب ہوں ،ندا آئی تیری دعا قبول ہوئی۔ قیامت تک جو تیرے سلسلے میں داخل ہوگا۔ اسے بخش دونگا:

حج بیت اللہ کے بعد آپ نے مدینہ منورہ روضہ رسول پر حاضری دی اور کئی فیوض و برکات حاصل کیں۔ مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر فلسطین اور شام کی سیاحت کرتے ہوئے آپ بغداد پہنچے۔ پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوئے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلع کیا۔ اس وقت حضرت شیخ رحمہ اللہ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ فرمایا ہم اعتکاف میں ہیں ہم حجرہ سے باہر نہیں آئیں گے تم صبح چاشت کے وقت حاضر ہوا کرو۔

حضرت خواجہ غریب نواز چاشت کے وقت حاضر خدمت ہوتے تھے۔ روحانی تعلیم سے مالا مال ہوتے تھے یہ سلسلہ ۲۸ روز تک جاری رہا۔ اس اثنا میں پیرومرشد جو کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز قلم بند کرلیا کرتے تھے:

اس طرح ۲۸ یوم میں ۲۸ باب کا ایک رسالہ مرتب ہوگیا اس رسالہ میں ۲۸ مضامین ہیں جن تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) احکام ایمان (۲) مناجات آدم علیہ السلام (۳) احکام اسلام (۴) کفارۂ نماز گزشتہ وصلوۃ کسوف وخصوف (۵) فضیلت سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص (۶) جنتوں کی تعریف (۷) صدقہ (۸) انسداد نوشم اور اس کے احکام (مومن کو کسی قسم کا آندار نہ دینا چاہیے) (۱۰) قذف جھوٹی تہمت ۔ (۱۱) کسب حلال (۱۲) دختران کی فضیلت (۱۳) شہرت و فاسدی کی ممانعت (۱۴) زمانہ کی موافقت کرنا (۱۵) جانورں کو قتل کرنا۔ (۱۶) مسجد کی حرمت (۱۷) مال جمع کرنے کی برائیاں (۱۸) اذان (۱۹) مومن (۲۰) مسلمانوں کی حاجت پوری کرنا (۲۱) یوم آخرت (۲۲) موت کی یاد آخرت (۲۳) موت کی یاد (۲۴) درویشوں کی خدمت (۲۵) حاکم جابر کی نگہداشت (۲۶) عالم کی توقیر ومنزلت (۲۷) اہل سلوک کی توجہ (۲۸) فقراء کا لباس۔

آخری روز حضرت شیخ نے خواجہ صاحب کو عصائے مبارک مصلی اور خرقہ خاص عطا کرتے ہوئے فرمایا۔

بزرگوں کی یادگار ہے اب تم جس کو اسکا اہل سمجھو دے دینا اور حضرت خواجہ غریب نواز کو دینی اور دنیاوی

تحفوں سے مالا مال کر کے رخصت فرمایا۔اس وقت خواجہ صاحب کی عمر ۵۲ سال تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی شاعر بھی تھے،ان کے اشعار مختلف کتابوں میں نقل کیے گئے ہیں۔

کرامات:

جس ذات گرامی کا ہر نفس مسیحا ہو جو خود سراپا اعجاز ہو اسکی کرامات و خوارقات کے کیا کہنے۔بعض حضرات نے آپ کی کرامات تقریبا ساڑھے چار ہزار بیان کی ہیں۔اس لیے چند مشہور کرامات سطور ذیل میں مذکور ہیں۔

(۱) آپ کی دعوت پر آتش پرست مسلمان ہوگئے۔

(۲) اجمیر شریف تشریف لانے کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف نہ لے گئے تھے۔لیکن اجمیر شریف آنے والے حجاج کا بیان تھا کہ ہم نے ایام حج میں غریب نواز کو حج کرتے دیکھا۔

(۳) شکار کرنے کو آیا خود ہی شکار ہوگیا۔

(۴) ماں کے پیٹ میں آپ کے حکم سے بچے کا بولنا۔

(۵) سلطان شمس الدین التمش کی بادشاہت کی پیش گوئی

(۶) مردہ کو زندہ کردیا

ایک ہندو کا واقعہ ہے حضرت خواجہ غریب نواز وضو کر رہے تھے۔ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی،کہنے لگی میرے لڑکے کو حاکم وقت نے بلاقصور قتل کردیا ہے،آپ کے پاس فریادی بن کر آئی ہوں۔آپ اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا چل بتا تیرا مقتول کہاں ہے بڑھیا خواجہ صاحب کو ہمراہ لے گئی۔حضرت خواجہ صاحب نے اس مقتول لڑکے کا سر دھڑ ملا کر خدا سے دعا کی تو لڑکا زندہ ہوگیا دونوں ماں بیٹا آپ کے قدموں میں گر پڑے۔

آپ کا فرمان ہے صحبت حق میں عارف کا کمال درجہ ہے پہلے خود ولی نور دکھائے پھر کوئی اس کے پاس دعوی کرکے آئے تو اسے بزور کرامت قائل کرے آپ نے فرمایا کہ وہ عارف نہیں جو اللہ تعالی کے سوا اور کسی چیز کے درپے ہو۔

عارف کا ابتدائی درجہ یہ ہے کہ اس میں صفات حق پائی جاتی ہیں۔پھر فرمایا عارف یقین بمنزلہ نور ہے جس سے انسان منور ہوجاتا ہے پھر وہ مجہول اور شفقوں کا مقام حاصل کرلیتا ہے۔پھر فرمایا عارف مانند آفتاب ہوتا ہے جو سارے جہاں کو روشن کرتا ہے۔جس کی روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔